مشتاق احمد امتیاز

پی ایچ ڈی اسکالر،شعبہ اردو،

نینشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اللہ یار ثاقب

ایم فل اسلکالر، شعبہ اردو،

الخیر یو نیورسٹی بھمبر، آزاد جمو ں کشمیر

اردو، فارسی محاورات وضرب الامثال، معانقہ واتصال

~~~~~~~~~~~~~~~

Mushtaq Ahmad Imtiaz

PhD Scholar, Urdu Department,

National University of Modern Languages, Islamabad.

Allah Yar Saqib

M.Phil Scholar, Urdu Department,

Al-Khair University, Bhimber, Azad Jamu Kashmir.

Urdu a Persian Language, Proverbs, Comparative studies

Urdu, Farsi Mishawarat O Zarb ul Amsal... Maanqah O Itsal

The Urdu is Lingua Franca language. Many words of other languages are used in it but no one can specify that it is other language's word. Words are the basic component of a language and there is no doubt that language transfers their meanings but some time same meanings in other language.In this article a selection of combination of words, phrases and idioms of Urdu and Persian have been discussed.

شائبہ اردو:

اردو زبان کیسے تناور درخت کے روپ میں آئی اس سے کون واقف نہیں۔ حجاز سے عربیوں کی آمد، غزنی سے آل
~~~~~~~~~~~~~~~

غزنیہ کی حکومت، خاندانِ تیموریہ کے چشم و چراغ، غوری، لودھی اور خلجی وغیرہ حکمرانوں نے ایک نئی زبان کو جنم دیا جو آج ہماری قومی زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ عربی، فارسی، ترکی، پنجابی اور ہندی وہ زبانیں ہیں جو اردو کی تعمیر میں اپنے الفاظ کھو بیٹھیں۔ اردو زبان کی رگوں میں عربی و فارسی خون اتنا سرائیت کر چکا ہے کہ اب ان میں تمیز کرنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔

جب ایک عمارت تعمیر کی جاتی ہے تو خام مال جو استعمال ہوتا ہے اس کی جائے پیدائش کہیں اور ہوتی ہے۔ نگر نگر سے سامان لایا جاتا ہے۔ کہیں سے اینٹیں، کہیں سے سیمنٹ، ریت، بجری اور پتھر لایا جاتا ہے اور پھر وہ اُسی عمارت سے منسوب ہو جاتے ہیں۔ حصہ بن جاتے ہیں جن کی تقسیم ممکن نہیں رہتی یہی نسبت اردو کے ساتھ ہے۔ فارسی، عربی، ترکی، پنجابی، ہندی اور دیگر زبانوں کے الفاظ آج بھی اردو میں بغیر کسی حیل و حجت وارد ہو رہے ہیں۔ خیر سگالی کا یہ جذبہ ہے کہ اردو زبان لنگوا فرینکا (Lingua Franca) کی حیثیت رکھتی ہے۔ لنگوا فرینکا ایسی ملی جلی اور مشترکہ زبان ہوتی ہے جو کئی زبانوں کے الفاظ کے ساتھ لوگوں میں ترسیل جذبات و احساسات کا سبب بنتی ہے۔ پروفیسر انور جمال اس بارے میں لکھتے ہیں:

> ''وہ ملغوبہ زبان جو کسی وسیع علاقے میں بولی جاتی ہے یعنی کئی زبانوں کے الفاظ پر مشتمل زبان جو ایک وسیع علاقے کیلئے ترسیل جذبات و مفاہیم (Inter Communication) کا ذریعہ ہو اسے لنگوا فرینکا کا نام دیا گیا ہے۔''[۱]

اور ڈاکٹر جمیل جالبی دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوئے اردو کو برصغیر کی ساری زبانوں کا مشترک عاد اعظم کہا ہے۔

اردو زبان پر دیگر زبانوں کے اثرات کے حوالے سے دیکھا جائے تو عربی زبان ہمارے لیے مقدس زبان ہے۔ ایک ناخواندہ شخص جس نے سکول کا منہ تک نہیں دیکھا مگر قرآن مجید سے اس کا گہرا تعلق ہوگا۔ قرآن مجید کو پڑھنا اور سیکھنا اس کا مذہبی فریضہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عربی زبان کی کچھ نہ کچھ سوجھ بوجھ رکھتا ہے۔ اردو زبان پر دوسرا اہم ترین اثر فارسی کا ہے۔ برصغیر پر تقریباً آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی اور ان کی سرکاری زبان فارسی رہی۔ اس طرح فارسی اثرات کا ہونا ناگزیر ہے۔ ترکی زبان کا اثر عربی و فارسی کی بدولت اردو پر مرتب ہوا۔ ہندی و پنجابی کے اثرات ہمارے سماجی معاشرے و ماحول کا حصہ ہیں۔ انگریزی زبان کا اثر برصغیر پر ایسٹ انڈیا کمپنی اور اس کے بعد سلطنت برطانیہ کی حکومت سے وقوع پزیر ہوتا ہے۔

مختصراً اردو ایک مخلوط زبان ہے جس کی تشکیل و تکمیل میں کئی زبانوں کا ہاتھ ہے۔ اور یہ اردو کی زبان کی فراخدلی ہے کہ ہر بولی اور زبان کو سینے سے لپٹایا ہے۔ اردو کی یہ فراخدلی ڈاکٹر محمد افضال یوں بیان کرتے ہیں:

> ''اردو خیبر سے لے کر کلکتہ تک کے میدانی علاقوں کی توانائیوں سے جس طرح سیراب ہوئی اس سے اس زبان کی ہر قسم کے ماحول اور حالت میں مسلسل پنپ سکنے کی عجیب و غریب صلاحیت کا پتا چلتا ہے۔ اردو ایسی زبان ہے جو اپنی معاصر زبانوں اور بولیوں کے ساتھ مخاصمانہ سلوک رکھنے کی بجائے ہمیشہ

مفاہمانہ طرزِ عمل اختیار کرتے آئی ہے۔''۲

آرائشِ اردو:

حُسن خدا کی طرف سے عطا کردہ تحفہ ہے۔ بناؤ سنگار ایک مصنوعی عمل ہے جو حُسن میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ کسی بھی زبان میں ادب ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ادب کسی قوم کے تہذیبی ارتقا اور ثقافتی شعور کا عکاس ہوتا ہے۔ روزمرہ، محاورات اور ضرب الامثال وغیرہ زبان و ادب کے لیے سولہ سنگار کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا یہ سولہ سنگھار ادب کے حُسن کی ضمانت ہونے کے ساتھ ساتھ کسی قوم کی تہذیبی روایات کے آئینہ دار بھی ہیں۔

عہد قدیم میں عربی، فارسی، ہندی، انگریزی اور ترکی زبان کے الفاظ اردو کا جزو لازم بن گئے اور آج بھی علاقائی زبانوں سے بچنا مشکل ترین عمل ہے۔ ذیل میں آرائش اردو یعنی روزمرہ، محاورات اور ضرب الامثال کی مختصراً وضاحت کی جاتی ہے۔

روزمرہ:

روزمرہ بیان کا ایسا اسلوب و انداز ہے جو اہل زبان استعمال کرتے ہیں۔ الفاظ دیگر ''اہل زبان کی گفتگو کے اسٹائل کو روزمرہ کہتے ہیں۔''۳ اگر یہ اسلوب کے خلاف استعمال ہوگا تو وہ غلط تصور ہوگا۔ روزمرہ حقیقی مفہوم میں استعمال میں ہوتا ہے۔ روزمرہ میں قواعد اور لغت کے اصولوں سے زیادہ اہل زبان کے اسلوب کو عمل دخل حاصل ہے۔ حالی روزمرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''نظم ہو یا نثر دونوں میں روزمرہ کی پابندی جہاں تک ممکن ہو نہایت ضروری ہے۔''۴

محاورہ:

محاورہ ترقی یافتہ معاشرے کے تمدنی و سماجی شعور کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ''ہمکلامی، باہمی گفتگو، بات چیت کے ہیں۔''۵ علمی وار دو لغت کے مطابق ''وہ کلمہ یا کلام جسے اہل زبان نے لُغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص معنی کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔''۶ مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:۔

> ''اہل زبان کے روزمرہ یا بول چال یا اسلوبِ بیان کا نام محاورہ ہے۔ پس ضرور ہے کہ محاورہ تقریباً ہمیشہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ میں پایا جائے۔''۷

ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کے نزدیک محاورہ سے مراد:۔

> ''وہ کلام مجاز ہے جس میں ایک فعل یا ایک حرف ربط ہو اور ایک کو دوسرے کے مشابہ نہ بتایا جائے جیسے موہن نے بہت پاپڑ بیلے یعنی مصیبت اٹھائی۔''۸

ایک جامع اور واضح محاورہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:۔

> ''محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جو مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اہل زبان کی گفتگو کے مطابق ہوتا ہے۔''۹

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محاورہ:

الف: کم از کم دو الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے۔

ب: لُغوی اور حقیقی معنوں کے بجائے غیر لغوی اور مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ج: اور اہل زبان کی گفتگو کے مطابق ہوتا ہے۔

محاورہ میں تبدیلی ناممکن ہے۔ایک محاورہ جب بن گیا سو بن گیا۔محاورے میں ایک مصدر ضرور ہوتا ہے۔جس میں ترمیم ممکن ہے مگر اور کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔مثلاً اینٹ سے اینٹ بجانا میں ہم روڑا نہیں لگا سکتے۔

ضرب المثل:

ضرب المثل کے متعلق ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ لکھتے ہیں:

''وہ کلام مجاز ہے جو کم سے کم دو کلاموں سے مرکب ہو اور ایک کلام کا معنی ادا کرتا ہو۔''[۱۰]

ضرب المثل انسان کے تجربات و مشاہدات کا نچوڑ اور نتیجہ ہے۔اس کے ماضی میں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا ہے۔جس کی آفاقیت پر تصدیق کی مہر لگی ہوتی ہے۔ضرب المثل حقیقت پر مبنی ہوتی ہے جس کی سچائی میں ماضی، حال اور مستقبل میں شبہ نہیں ہوتا۔''ضرب المثل طوالت بیان کو اختصار و ایجاز عطا کرنے کی ضمانت ہے اور ضرب المثل اپنے بولنے والوں کی معاشرت اور تہذیب و ثقافت پر روشنی ڈالتی ہے۔''[۱۱]

اردو فارسی تعلق

اردو کے آغاز کے بارے میں جو نظریات پیش کیے گئے اُن میں حافظ محمود شیرانی کے نظریہ ''پنجاب میں اردو'' کے حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب محمد بن قاسم نے دیبل پر حملہ کیا تو ایک گروہ ایران کی طرف سے بھی حملہ آور ہوا جس کی زبان فارسی تھی۔دوسرا یہ کہ محمود غزنوی اور دیگر حملہ آور جو خیبر پختون خواہ کے راستے برصغیر میں وارد ہوئے اُن کی زبان فارسی تھی۔اس کے علاوہ مغلوں کی زبان بھی فارسی تھی اور کچھ ترکی زبان سے بھی تعلق رکھتے تھے۔تقریباً ایک ہزار سال تک برصغیر پر مسلمانوں حکومت رہی اور ان کی سرکاری زبان فارسی رہی۔گو ان حملہ آوروں نے ایک نئی زبان کو جنم دیا مگر اس پر فارسی کی گہری چھاپ ضرور ہے۔

اُردو شاعری میں فارسیت کا اتنا عمل دخل ہے کہ بعض اصناف کا براہ راست تعلق فارسی سے ہے مثلاً غزل اور قصیدے کا خاکہ فارسی سے لیا گیا ہے۔اردو اور فارسی کا تعلق اتنا زیادہ ہے کہ یہ بات سو فیصد سچ نظر آتی ہے کہ ''اُردو کا چراغ فارسی کے تیل سے چلتا ہے۔''

اردو فارسی مشترک محاورات و ضرب الامثال:

یوں تو کلاسیکی شعراء کے کلام پر فارسی زبان غالب نظر آتی ہے۔مگر یہاں پر اُن کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔صرف چند ایسے محاورات اور ضرب الالمثال کو زیر بحث لانا ہے جن کا تعلق اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں یکساں

ہے۔اردوزبان میں ایسی اصطلاحات اورتراکیب موجود ہیں جن کا ایک یا دو حصے فارسی میں موجود ہیں باقی اردو میں ہیں مثلاً

آب آب ہونا	شرمندہ	شدن
آرام	کرنا استراحت	کردن

جام لبریز ہونا میں جام فارسی الاصل ہے، لبریز بھی فارسی ہے۔اس طرح یہ محاورہ اردو میں اپنی پہچان رکھتا ہے۔کفِ افسوس ملنا، کفِ بیضا موسیٰؑ ، یک جان دو قالب ہونا فارسی میں یہ یک نہ شد دو شد ہے۔نام ونمود، مارآستین، مارگزیدہ، ماہی بے آب، دردآشنا ہونا، دریدہ دہن ہونا، دستِ تاسف ملنا، دست وگریبان ہونا وغیرہ ایسے محاورے ہے جو اردو میں عام ہیں جن پر فارسی کا گماں بھی نہیں ہوتا مگر فارسی میں بھی یہ ایسے ہی استعمال ہوتے ہیں۔

اگر غالب کو دیکھیں تو وہ دونوں زبانوں کے شاعر ہیں۔فارسی کے عظیم شاعر اور اردو شاعری میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ان کا طرزِ ادا اور رنگِ سخن کو مبہم ،مصنوعی اور فارسی زدہ کہا گیا ہے۔غالب نے فارسیت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ''زبانِ غالب'' ایجاد کی۔ غالب کی فارسی مغلوب تراکیب میں چند تراکیب حسبِ ذیل ہیں جن کو ''گنجینہ معنی کا طلسم'' کا نام دیا گیا ہے:

> ''نقش فریادی، سرگشتہ خمارِ رسوم وقیود، جوہرِ اندیشہ، طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا، ہمت دشوار پسند، مجموعہ خیال، تالیف نسخہ ہائے وفا، چارہ سازی وحشت، فیضِ بے دلی، شرمندہ معنی، گزرگاہِ خیال، جلوۂ برِ فنا، دیدۂ عبرت نگاہ، دشمنِ ایمان و آ گہی، ہوس ناونوش، دامانِ باغبان وکف گُل فروش، جنت نگاہ، فردوس گوش، پرتوِ نقشِ خیال یار، گنجینہ گوہر، خیال حسن، جراحت تحفہ، سوادچشم بسمل، نواسنجانِ گلشن۔'' ۱۲؎

غالب خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کے اس کی اردو میں فارسی وعربی کا عمل دخل بہت زیادہ ہے۔وہ ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ''فارسی وعربی کو باہم ربط دے کر ایک اُردو پیدا کیا ہے۔سبحان اللہ وہ زبان نکلی کہ نہ نیری (۱۳) فارسی میں وہ خزانہ، نہ نیری عربی میں وہ ذوق۔'' ۱۴؎

ابراہیم ذوق کے ہاں بھی فارسی کا عنصر نمایاں ہے مگر اس کا طریق کار کچھ ایسا ترقی یافتہ ہے کہ فارسی اردو زبان میں رچ بس گئی ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں:

> ''ذوق کے کلام میں فارسی تراکیب بھی استعمال ہوئی ہیں لیکن یہ تراکیب بھی اردو زبان کے مزاج کا حصہ بن کر آئی ہیں۔اس کی ایک صورت ہمیں شاہ نصیر کے ہاں ملتی ہے لیکن ذوق کے ہاں فارسی اور اردو پن کا امتزاج مکمل ہو جاتا

ہے۔ان تراکیب کی طرح، فارسی کا غلبہ نہیں ہے بلکہ اردو مزاج حاوی ہے۔
ذوق کی ساری تراکیب خواہ وہ دولفظی ہوں یا تین یا چار لفظی ان سب کے محل
استعمال سے اردو پن غالب آ جاتا ہے اور ایسا اردو پن کسی دوسرے ہم عصر
شاعر کے ہاں نظر نہیں آتا:

نفسِ بے مقدور کو قدرت گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعونِ بے سامان کا
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے
یہ جس کے ناوکِ مژگاں کا دل نشانہ ہوا
وہ رفتہ رفتہ صنم آفتِ زمانہ ہوا"۱۵

داغ دہلوی نے فرمایا تھا کہ:

کہتے ہیں اُسے زبان اُردو
جس میں نہ ہو رنگ فارسی کا۱۶

جبکہ خود داغ دہلوی نے فارسی کا بے جا استعمال کیا اور خوب محاورے باندھے ہیں، تراکیب استعمال کی ہیں، چند مثالیں حاضر خدمت ہیں:

تیری گلی کا ایک یہ ادنیٰ نشان ہے
پیدا اسی سے جادۂ راہِ عدم ہوا۱۷
منگائی تھی خاک در یار آج
چُرا کر مرا چارہ گر لے گیا۱۸
اُمیدِ منصب و جاہ حشم نہ کیوں کر ہو
فقیرِ داغ ہے تو پاد شاہ ہے محبوب ۱۹

داغ نے فارسی الفاظ وتراکیب کا استعمال ایسے کیا ہے کہ اُن پر اُردو کا گماں ہوتا ہے۔سید عابد علی عابد رقم طراز ہیں:

"داغ کے ہاں اُردو محاورے اور روز مرے کی یہ کیفیت ہے کہ فارسی الفاظ اور
تراکیب کے باوصف شعر کا آہنگ خالصتہً اردو ہے۔"۲۰

ذوق، مرزا غالب، بہادر شاہ ظفر، مومن اور دیگر معاصرین کے ہاں بھی ایسا اسلوب دستیاب ہے جو اُردو میں فارسی محاورات وتراکیب کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ وہ اُردو ہی کا حصہ نظر آتے ہیں۔ذوق کے بارے میں سید عابد علی عابد خیال آرائی کرتے ہیں:

''فارسی کے الفاظ وکلمات اور تشبیہات و استعارات کو اُردو میں اس طرح سمویا تھا کہ پہلی بار امتزاج کا اُکھڑا اُکھڑا پن زائل ہو گیا تھا اور اُردو کا منفرد اسلوب نکھر آیا تھا۔ واضح رہے کہ 'اُردو پن' سے مراد یہ نہیں کہ فارسی الفاظ وکلمات سے اجتناب کیا جائے بلکہ یہ ہے کہ اُنھیں اس طرح اُردو میں سمویا جائے کہ شعری یا نثری تخلیق اپنی ساخت، آہنگ، صرف ونحو، بول چال اور روزمرہ کے اعتبار سے اُردو معلوم ہو'' ۲۱

اردو کے ارکان خمسہ میں سرسید، شبلی نعمانی، حالی، آزاد اور نذیر احمد شامل ہیں۔ ان کے دور میں اردو کو ایک نئی جہت ملی، نیا رنگ ملا، انفرادی طور پر بھی ان کو اردو ادب میں اولین حیثیت حاصل ہے۔ الطاف حسین حالی کی ''مقدمہ شعر و شاعری''، ''حیاتِ سعدی''، ''یادگارِ غالب'' اور ''حیات جاوید''، محمد حسین آزاد کی ''آبِ حیات'' اور نذیر احمد کی ناول نگاری قابل ذکر ہیں۔

نذیر احمد کے ناولوں میں محاورات کا استعمال بے جا ہوا۔ ان کے سر محاورات وضرب الامثال کا خبط سوار ہے۔ وہ بے جا اُن کو استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیے ناقدین یہ بات کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ نذیر احمد تحریر میں ضرب الامثال کے روڑے نہیں اٹکاتے بلکہ پہاڑ کھڑے کر دیتے ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی اور ہندی کے الفاظ و محاورات وضرب الامثال ان کی تحریروں کی زینت بنے ہوتے ہیں۔ چند نمونے دیکھیے:

''اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دید'' ۲۲

گھوڑا، عورت اور شمشیر وفادار نہیں ہوتے۔ گھوڑے پہ جو سوار گھوڑا اس کا، عورت جب چاہے کروٹ بدل لے، شمشیر جس کے ہاتھ اس کی۔

''بہتر ہے کہ عمر بھر کا زہر اگل ڈالے۔'' ۲۳

اس کے علاوہ چند محاورے دیکھیں:

''دستِ نگر ہونا، بغارے ڈالنا ۲۴، آب دیدہ ہونا ۲۵، خانہ رواں بن جانا ۲۶، پیوند ملنا ۲۷ ایسے محاورات ہیں جن کا تعلق تو فارسی سے ہے مگر اردو میں بغیر کیسی حیل وحجت کے استعمال ہوتے ہیں۔

اسی طرح نذیر احمد نے خالصتاً فارسی ضرب الامثال کا استعمال بہت زیادہ کیا ہے۔ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں:

''حسابِ دوستاں دَرِ دِل'' ۲۸

''چندے آفتاب چند ماہتاب۔۔۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔'' ۲۹

آخر میں چند عام ضرب الامثال کا ذکر کرتا ہوں جو فارسی النسل ہیں اور رہیں گی مگر اردو زبان میں وہ بالکل مستعمل ہو چکی ہیں اور جوں کی توں لکھی اور بولی جاتی ہیں۔

- ☆ یک جان دو قالب
- ☆ دامے، درمے، قدمے، سخنے
- ☆ مُردہ بدست زندہ
- ☆ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

☆ پدرم سلطان بود

☆ ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد

☆ دیر آید درست آید

☆ ہنوز دلی دور است

☆ بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال

☆ آوازِ سگاں کم نہ کُند رزقِ گدارا

☆ گُربہ کُشتن روزِ اوّل

☆ آفتاب آمد دلیل آفتاب

☆ قہر درویش بر جان درویش

حواشی

۱۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات (طبع سوم) نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۲، ص:۱۶۲

۲۔ محمد افضال، ڈاکٹر، اردو پر دیگر زبانوں کے اثرات (غیر مطبوعہ لیکچر)، ۲۴ مئی ۲۰۱۳

۳۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات (طبع سوم) نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۲، ص:۱۱۰

۴۔ حالی، الطاف حسین، مقدمہ شعر و شاعری، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۸۷، ص:۱۳۸

۵۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (جلد چہارم)، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۶۵

۶۔ وارث سرہندی، علمی اُردو لُغت (متوسط) علمی کتاب خانہ، لاہور، ۱۹۷۲

۷۔ حالی، الطاف حسین، مقدمہ شعر و شاعری، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۸۷، ص:۱۳۶

۸۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اُردو قواعد، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰، ص:۴۴۷

۹۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اِصطلاحات، محولہ بالا ص:۱۷۰

۱۰۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اُردو قواعد، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰، ص:۴۴۷

۱۱۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اِصطلاحات، محولہ بالا ص:۱۲۹

۱۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو (جلد چہارم) مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۲۰۱۲، ص:۱۴۷

۱۳۔ نیری بامعنی خالص، پوری، زیادہ (راقم)

۱۴۔ غلام رسول مہر (مرتب)، خطوطِ غالب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۹، ص:۸۶۳

۱۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو (جلد چہارم) مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۲۰۱۲، ص:۲۶۶

۱۶۔ داغ دہلوی، مہتابِ داغ، مجلسِ ترقی اَدب، لاہور، س۔ن، ص:۴۳

۱۷۔ داغ دہلوی، مہتابِ داغ، مجلسِ ترقی اَدب، لاہور، س۔ن، ص:۳۶

۱۸۔ ایضاً، ص:۴۷

۱۹۔ ایضاً، ص:۱۰۳

۲۰۔ عابد علی عابد، سید، داغ کے کلام پر انتقاد، مشمولہ: مہتاب داغ، محولہ بالا ص:۱۱۵

۲۱۔ ایضاً، ص:۱۱۴

۲۲۔ نذیر احمد، ڈپٹی، مراۃ العروس، خزینہ علم و ادب، لاہور، ۲۰۰۴، ص:۵۳

۲۳۔ نذیر احمد، ڈپٹی، مراۃ العروس، ص:۷۸

۲۴۔ ایضاً، ص:۹۶

۲۵۔ ایضاً، ص:۱۳۹

۲۶۔ ایضاً، ص:۱۸۵

۲۷۔ ایضاً، ص:۲۰۹

۲۸۔ نذیر احمد، ڈپٹی، ابن الوقت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۴، ص:۸۹

۲۹۔ نذیر احمد، ڈپٹی، مراۃ العروس محولہ بالا، ص:۹۹